

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

سلسلہ خطبات جمعہ

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل، مسائل اور اعمال

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم قال اللہ تبارک وتعالیٰ: **يَوْمَ الْقَعْرِ** - وَلِكَيْلٍ عَشْرِ - وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ - وَالْيَلِ إِذَا يَسُرُ - هَلْ فِي ذَلِكَ قَسَمٌ لِذِي حِجْرٍ - (الفجر: ۱ تا ۵)

”قسم ہے (حجر کے وقت کی) اور (ذی الحجہ کے) دس راتوں کی اور جنت و طاق کی اور قسم ہے رات کی جب وہ چلنے لگے (یعنی گزرنے لگے) کیوں اس (قسم مذکور) میں عقل مند کے واسطے کافی قسم بھی ہے“ میرے محترم دوستو!

رمضان المبارک گزرنے کے بعد شوال اور پھر ذی القعدہ اور اس کے بعد دس دن ذی الحجہ کے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس قدر شدید گرمی اور لو میں پورے ۲۹ دن کے روزے رکھے جو خداوند قدوس کی مہربانی اور توفیق ہی سے اختتام پذیر ہوئے اگر اللہ ہمیں سخت بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی توفیق نہ دیتا تو ہم ہرگز اس عظیم عبادت یعنی رمضان شریف کے روزے نہ رکھ سکتے بہر حال بات دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کے اندر ایک عجیب ترتیب رکھی ہوئی ہے کہ سب سے پہلے رمضان لائے اور اس مبارک مہینے میں ۳۰ یا ۲۹ دن کے روزے فرض فرمادئے جسکی ادائیگی سے گویا روح انسانی کی تنقید و تطہیر ہوگی اور روح اس قابل ہو گیا کہ وہ باقی آنے والے عبادات یعنی حج، قربانی وغیرہ عبادات آسان اور لگن کے ساتھ ادا کریں اور حصول رضائے مولانا کے لئے کوشاں اور مستعد رہیں یعنی وجہ یہ ہے کہ رمضان ختم ہوتے ہی شوال المکرم حج کا مہینہ شروع ہو گیا چونکہ حج کی ادائیگی کے تین ہی مہینے ہیں شوال، ذی القعدہ، اور ذی الحجہ اگرچہ حج کے مخصوص ارکان تو ذی الحجہ میں ادا ہوتے ہیں لیکن حج کے لئے احرام باندھنا شوال سے جائز اور مستحب ہو جاتا ہے لہذا اگر کوئی مسلمان حج کو جانا چاہے تو اس کے لئے شوال کی پہلی تاریخ سے احرام حج باندھنا جائز ہے اللہ تعالیٰ نے اختتام رمضان پر بطور شکرانہ صدقہ فطر

لازم قرار دیا اور دوسری عبادت اختتام حج پر قربانی فرض قرار دی گئی، یہ دونوں عبادتیں یعنی صدقہ الفطر اور قربانی شکرانے کے طور پر ہم مسلمان ادا کر رہے ہیں اور اسی طرح دو گانہ عیدین بھی رمضان اور حج کے ادا کرنے کے لئے شکرانہ ہیں۔

ذی الحجہ کی فضیلت

میرا مقصد ذی الحجہ کی فضیلت اور اس کے اندر جو عبادتیں ہوتی ہیں تم کو آگاہ کرنا ہے ذی الحجہ کی دس راتیں نہایت فضیلت اور شرف و بزرگی کی حامل ہے قرآن کریم میں ان دس راتوں کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے قسم کھانے کا مطلب یہ نہیں کہ نعوذ باللہ خدا کی باتوں میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش ہے، بلکہ جہاں اس طرح کی کوئی قسم کا قرآن پاک میں ذکر ہوتا ہے اس سے مراد مقسم بہ (جس چیز پر قسم کھائی ہے) کی منزلت و مرتبہ و شرافت معلوم ہوتی ہے، ایک اور جگہ ارشاد ہے لا اقسوہ هذا البلد یہاں بلد سے مراد مکہ مکرمہ ہے جو یقیناً محترم اور مشرف شہر ہے اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا والتین سوا الزیتون۔ وطور سینین۔ وهذا البلد الامین انجیر اور زیتون کی درخت اور بلد امین پر قسم کھا کر ان تینوں کی عظمت و شرافت کو اشارہ کرتا ہے۔

ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں

اللہ پاک نے ذی الحجہ کی ان ابتدائی دس راتوں کی قسم کھائی ہے جو عظمت اور شرافت کی حامل ہیں اور خود نبی کریم ﷺ نے بھی ان دس راتوں کی عبادت کی فضیلت یوں ارشاد فرمائی ہے:

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام احب الی اللہ

ان یتعبد لہ فیہا من عشر ذی الحجۃ یعدل صیام کل یوم منها بصیام سنۃ

(الترمذی: باب الحج)

”حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت

کے اعمال دوسرے دنوں میں اتنے محبوب نہیں جتنے ان دس دنوں میں محبوب ہیں اسی ایک

دن کا روزہ رکھنا ایک سال روزوں کے برابر ثواب رکھتا ہے“

یہاں تعبد کا لفظ آیا ہے جس سے مراد صرف روزے رکھنا نہیں بلکہ تمام عبادات ہیں خواہ صدقہ ہو

نفلی عبادت ہو یا ذکر و تسبیح، اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ان دس راتوں میں سے ایک رات کی عبادت کا ثواب

لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے اور ان ایام کی اس سے بڑی اور کیا فضیلت ہوگی کہ وہ عبادتیں جو سال کے

دوسرے ایام میں انجام نہیں دی جاسکتیں ان کی انجام دہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان ایام کو منتخب فرمایا ہے مثلاً حج ایک ایسی عبادت ہے جو ان مخصوص دنوں کے علاوہ کسی اور مہینہ میں ادا نہیں ہو سکتی برخلاف دوسری عبادتوں کے، دوسری عبادتوں کا یہ حال ہے کہ انسان فرائض کے علاوہ جب چاہے جتنا چاہے نفلی عبادت کر سکتا ہے اس طرح رمضان میں روزہ فرض ہے لیکن نفلی روزہ ایام رمضان کے علاوہ وہ جب چاہے رکھ سکتے ہیں، زکوٰۃ پورے سال میں ایک مرتبہ فرض ہے، مگر نفلی صدقہ جب چاہے ادا کر دیں، لیکن دو عبادتیں ایسی ہیں کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے وقت مقرر فرمایا ہے جب وہ مخصوص وقت گزر جاتا ہے ان کی ادائیگی کا وقت بھی ختم ہو جاتا ہے پھر اگر ان عبادتوں کو کیا جائے گا تو وہ عبادت ہی شمار نہیں ہوگی۔

ارکان حج

ان میں ایک عبادت حج ہے حج کے ارکان مثلاً عرفات میں جا کر ٹھہرنا مزدلفہ میں رات گزارنا، جمرات میں رمی کرنا وغیرہ یہ وہ اعمال اور افعال ہیں کہ اگر ان ایام میں انجام دی جائیں تو ٹھیک ہے اور عبادت ہے اس کے گزرنے کے بعد اگر کوئی شخص گیارہ مہینے عرفات میں ٹھہرا رہے لیکن یہ کوئی عبادت نہیں اور نہ کوئی اجر و ثواب ہے اور اگر اس کو عبادت سمجھے تو وہ شخص گنہگار رہے گا، کیونکہ وہ زمانہ ہی گزر گیا جو عرفہ کے قیام کا تھا جمرات سال بھر اگر ایک شخص جا کر ان کو نکلیاں مارتا ہے تو یہ کوئی عبادت ہی نہیں تو حج جیسی اہم عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان ہی ایام عشرہ کو مقرر فرمایا ہے۔

قربانی کی فضیلت

دوسری عبادت قربانی ہے قربانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے تین دن ذی الحجہ کے مقرر فرمائے ہیں یعنی دس گیارہ اور بارہ تاریخ ان ایام کے علاوہ اگر کوئی شخص قربانی کی عبادت کرنا چاہے تو وہ قربانی نہیں رہے گی البتہ صدقہ محض رہ جائے گا، اور قربانی کرنے کے عظیم ثواب سے محروم رہے گا اس وجہ سے علمائے کرام نے لکھا کہ احادیث کی روشنی میں رمضان المبارک کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے ایام عشرہ ذی الحجہ کے ایام ہیں ان میں عبادتوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان ایام میں اپنے بندوں پر خصوصی رحمتیں نازل فرماتا ہے اب ان ایام کے اندر کچھ اعمال ہمارے شروع ہوئے ہیں جن کا بجالانا ثواب کا کام ہے۔

بال و ناخن نہ کاٹنا

ان میں ایک عمل جو مستحب ہے اور یہ فعل آپ ﷺ سے منقول ہے اس لئے اسکی رعایت رکھنے پر ثواب ملے گا اور وہ ہے ان ایام میں بال اور ناخن نہ کٹوانا یعنی جب ذی الحجہ کا چاند نظر آئے تو جو لوگ قربانی کرنا چاہتے ہیں انہیں مستحب ہے کہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹیں اس میں چونکہ ایک گنا مناسبت مشابہت پیدا کرنا ہے حجاج کرام کیساتھ امام ابن ماجہ نے حدیث ذکر کرتا ہے:

من اراد ان يضحى فلا يأخذ في العشر من شعره واطفاره..... الخ (ابن ماجہ)
 ”یعنی تم میں سے اگر کوئی قربانی کا ارادہ کریں تو وہ ان دس ایام میں بال و ناخن نہ کاٹیں“

بال و ناخن نہ کاٹنے کی حکمت

یہ حکم بہت عجیب و غریب معلوم ہو رہا ہے لیکن بات دراصل یہ ہے کہ ان ایام میں اللہ تعالیٰ نے حج کی ایک عظیم الشان عبادت مقرر فرمائی اور الحمد للہ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد اس عبادت سے بہرہ اندوز ہو رہی ہے اس وقت وہاں یہ حال ہے کہ گویا بیت اللہ کے اندر ایک ایسا مقناطیس لگا ہوا ہے جو لوگوں کو چار داغ عالم سے کھینچ رہا ہے اور فرزند ان توحید ٹھائے مارتے ہوئے سمندر کی طرح جمع ہو رہے ہیں اور ان لوگوں کو حج بیت اللہ کی ادائیگی کا حکم ہو رہا ہے جو اس سعادت سے سرفراز ہو رہے ہیں ان حضرات کے لئے یہ حکم ہے کہ جب بیت اللہ شریف کی طرف جائیں تو وہ بیت محرم کی وردی یعنی احرام پہن کر جائیں اور پھر احرام کے اندر شریعت نے حجاج کرام پر بہت سی پابندیاں عائد کر دی مثلاً کوئی حاجی سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتا، خوشبوئیں نہیں لگا سکتا منہ نہیں ڈھانپ سکتا وغیرہ ان میں سے ایک پابندی بال اور ناخن نہ کاٹنا بھی ہے۔

حجاج کی مشابہت

حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے کرم و رحمت اور مہربانی کو متوجہ کرنے کیلئے ہم سب مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ حجاج بیت اللہ سے کچھ مشابہت اختیار کر لوں اور تھوڑی مشابہت اپنے اندر پیدا کر لوں جس طرح وہ بال نہیں کاٹتے، یہ دس دن تم بھی اپنے بال اور ناخن نہ کاٹو اسلئے تو فرمایا: من تشبه بقوم فهو منهم خدا کی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے اگر حجاج کی مشابہت کی وجہ سے ہم گنہگاروں پر نظر کرم فرمائے۔ ہمارے بزرگ حضرات فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بہانہ ڈھونڈتی ہیں جب کہ وہ ہمیں یہ حکم دیتا ہے، تو اس کا

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حجاج کرام کے ساتھ ساتھ ہمیں اس کا کچھ حصہ عطاء فرمانا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ میدانِ عرفات پر حجاج کرام کے لئے اپنا بے بہا اور بے تحاشا رحمت کا نزول فرماتا ہے تو کیا بعید ہے کہ وہ ہم پر بھی رحمت کا کچھ حصہ نازل فرماتا ہے: **وَمَا ذَلِك عَلَى اللَّهِ بَعِيزٌ**۔

یومِ عرفہ کی فضیلت

محترم سامعین! دوسری چیز جو ان یامِ مبارکہ میں ہمیں کرنا ہے وہ عرفہ کے دن کا روزہ ہے چونکہ میں نے پہلے عرض کر دیا کہ ان ایام میں عبادت کا اجر زیادہ ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ ان ایام میں ایک یوم کے روزے کا ثواب ایک سال کے روزے کے برابر ہے اور ایک رات کی عبادت شبِ قدر کی رات کی برابر ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گویا مسلمان بندہ جو بھی عبادت کر سکتا ہے خواہ ذکر اذکار ہو تہجد ہو یا نفل کی نماز ہو، تلاوت قرآن پاک ہو یا وظائف و دعا ضرور کر لے اور ۹ ذی الحجہ کا دن عرفہ کا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حجاج کرام کے لئے عظیم عبادت یعنی وقوفِ عرفہ تجویز فرمایا اور ہمارے لئے اس روز نفل روزہ مقرر فرمایا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

صوم یوم عرفہ احتسب علی اللہ تعالیٰ ان تكون كفارة لسنة قبلها وسنة بعدها

(ابن ماجہ: کتاب الصیام)

”عرفہ کے دن کا روزہ رکھے تو مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ امید ہے کہ اس کے ایک سال پہلے اور اس کے ایک سال بعد کے گناہ کا کفارہ ہو جائیں گا“

یہاں پر ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس طرح کی حدیثیں سن کر ہم مطمئن ہو کر آرام سے بیٹھ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ جب سب گناہ معاف ہو گئے تو اب عمل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں یا بالفرض اگر گناہ کبیرہ بھی کر دے تو وہ بھی بعض نیک اعمال کرنے کی وجہ سے معاف کر دئے جاتے ہیں مثلاً جو حدیث میں آیا ہے کہ وضوء کے وقت بندہ مومن جو بھی وضوء دھوتا ہے اس کے دھونے سے اس عضو سے کئے ہوئے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسی طرح حدیث میں آیا ہے من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه جو مسلمان بندہ ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان شریف کا روزہ رکھے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اس طرح کی روایات سے مراد باتفاق علماء کرام صغیرہ گناہ ہے کبار کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ وہ دو قسم کے ہیں (۱) حقوق اللہ (۲) حقوق العباد،

حقوق اللہ: مثلاً نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنے میں غفلت آئی ہے یا کمی بیشی کی ہے وہ تو کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں لیکن شرط اس کیلئے بھی سچی توبہ ہے اور سچی توبہ کے بارے میں بار بار بتا چکا ہوں۔

حقوق العباد: بندوں کے حقوق کی عدم ادائیگی ہے مثلاً کسی کا حق دار ہے کسی کا حق دیا گیا ہے کسی کا مال ہڑپ کر لیا یا کوئی چیز چوری کر لی ہے وغیرہ اس کے معاف ہونے کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے صاحب حق سے معافی مانگے اگر اس نے بخش دیا تو فیہا نعمت ورنہ خداوند قدوس بھی حق العبد معاف نہیں کرتا بس جب احادیث میں گناہوں کی معافی کا ذکر ہے اس سے اس سے مراد چھوٹے اور صغیرہ گناہ ہے۔

تکبیرات تشریق

دوسرا حکم عرفہ کا روزہ رکھنا ہے اور تیسرا عمل ان ایام کے اندر تکبیرات تشریق کا پڑھنا ہے جو عرفہ کے دن نماز فجر سے شروع ہو کر ۱۳ تاریخ کی عصر تک جاری رہتی ہے یہ تکبیرات ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد۔ مردوں کیلئے بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے اور آہستہ آواز سے پڑھنا خلاف سنت ہے ان تکبیرات کا اصل مقصد شوکت اسلام کا مظاہرہ کرنا ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد مسجد میں اس تکبیرات کے نعرہ مستانہ سے گونج اٹھے لہذا اس کو بلند آواز سے کہنا ضروری ہے اس لئے تو عید الاضحیٰ کی نماز کے لئے جاتے ہوئے راستے میں بلند آواز سے تکبیر کہنا ضروری ہے اور یہ مسنون طریقہ ہے البتہ عید الفطر کے موقع پر آہستہ آواز سے کہنی چاہئے۔

ایک بات یاد رکھو یہ تکبیرات تشریق خواتین کے لئے بھی مسنون ہیں آسمیں بڑی کوتاہی ہوتی ہے خواتین میں اس کا رواج بہت کم ہے بلکہ اکثر خواتین کو یہ مسئلہ معلوم تک نہیں اگرچہ خواتین پر وجوب کے بارے میں علماء کرام کے دو قول ہیں لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ عورتیں بھی ۱۳ تاریخ تک یہ تکبیرات پڑھتی رہیں، البتہ خواتین کے لئے آہستہ آواز سے پڑھنا چاہئے اور یاد آوری کے لئے یہ لکھ کر دیوار پر آویزاں کریں، تاکہ انہیں یاد آجائیں، اور پھر چوتھا اور سب سے افضل عمل جو اللہ تعالیٰ نے ایام ذی الحجہ میں مقرر فرمایا ہے وہ قربانی کا ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ بعض اعمال مقررہ ایام کے علاوہ انجام نہیں دیے جاسکتے، صرف ان ہی ایام میں ادا ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک عمل قربانی کا بھی ہے یہ بھی مقررہ ایام یعنی ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۱۱، ۱۲ تاریخ کو انجام دیا جاسکتا ہے اس کے بعد چاہے جتنے جانور بھی ذبح کر دے جائیں لیکن قربانی نہیں ہوگی

فرض ذمے سے ساقط نہیں ہوگا بلکہ ترک کرنے سے بندہ گنہگار ہی ہوگا لہذا حج، قربانی، بکیرات تشریق یہ سب وہ اعمال ہیں جو ان دنوں کے علاوہ کسی اور وقت میں انجام نہیں دئے جاسکتے۔

ثواب و عدم ثواب

سامعین محترم! اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی حقیقت سمجھانا چاہتے ہیں کہ حقیقت میں دین وہ ہے جس کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے۔ خود نہ تو کسی عمل میں کچھ رکھا ہے نہ کسی جگہ میں اور نہ کسی وقت اور زمانے میں بلکہ اگر کوئی عمل قبول ہے تو تب جب اللہ تعالیٰ اس سے کرنے کا حکم فرمادیتا ہے یا اگر کوئی جگہ تبرک اور عظمت والی ہو تو تب ہے جب اللہ تعالیٰ اس برکت والی کہے اور اللہ تعالیٰ کیساتھ اس کی نسبت آجائے۔ زمانہ اگر تبرک اور شرف والا ہے تو تب جب اللہ اسے شرف والا کہے اگر اللہ تعالیٰ کسی کام کے کرنے کا حکم فرمائے تو وہ کام ثواب رکھتا ہے اور اگر کسی عمل کرنے سے روکے تو پھر اس کے کرنے میں کوئی ثواب نہیں۔

مثلاً میدان عرفہ کو لیجئے، یہ ایک بنجر زمین ہے یہاں کوئی میوہ دار درخت یا حسین و جمیل درخت نہیں لیکن ۹ ذی الحجہ کے علاوہ ۳۵۹ دن وہاں گزارے جائیں پھر بھی قیام عرفہ کا ثواب نہیں ملے گا، حالانکہ وہی میدان جبل رحمت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے عام دنوں کے وقوف کرنے کو نہیں کہا جب اس نے اس نو ذی الحجہ کو فضیلت بخشی ہے تو ۹ ذی الحجہ ہی عبادت کا دن ہوگا اسی طرح اگر کوئی بندہ عرفہ کے دن میدان عرفات کے باہر قریب کچھ فاصلے پر ساری رات ہی وقوف کرے اور حدود عرفات سے تھوڑے فاصلے پر ہے لیکن ثواب کچھ نہیں ملا لہذا یہ ہوا کہ حج دوبارہ کرنا ہوگا آدم برسر مطلب کہ نہ تو عمل میں کچھ ہے نہ ہی کسی مکان میں اور ہی کسی زمان میں کچھ فضیلت بزرگی اور شرافت ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی وجہ سے یہی اصل دین ہے صراط مستقیم ہے ایک اور بات سمجھاتا ہوں وہ یہ کہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز کی فضیلت دیگر مساجد میں ایک لاکھ نمازوں کی برابر ہے اب کوئی حاجی بھی اس فضیلت کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں، لیکن جب ۸ ذی الحجہ کی تاریخ آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہوتا ہے کہ اب تم ایک نماز کا ایک لاکھ ثواب چھوڑ کر منیٰ کی گھاٹیوں میں جا کر پتھر پٹی زمین پر جا کر پڑاؤ ڈالو، اور آٹھ ذی الحجہ کی ظہر سے لیکر ۹ ذی الحجہ کی فجر تک وقت یہاں منیٰ میں گزارو، اگر ہم غور کریں تو حاجی کا منیٰ میں کچھ کام نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اب یہ سب کچھ عبادت ہے اور اس کے خلاف کرنا گناہ اور نافرمانی ہے مطلب یہی

ہوا کہ اس کے حکم کے ذریعے یہ بتانا مقصود ہے کہ جو ثواب جس عمل یا جس وقت میں ہے وہ ہمارے کہنے کی وجہ سے ہے اگر کوئی احمق یہ سوچے کہ منیٰ میں تو کچھ کام نہیں چلو یہ پانچ نمازیں مسجد حرام میں ہی پڑھ لوں گا، تو اس شخص کو ایک نماز لاکھ نمازوں کا ثواب تو کیا ایک نماز کا ثواب بھی نہیں ملے گا اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی۔

قربانی کی حکمت و مصلحت

قربانی کا جانور ذبح کرنا بھی کچھ اس طرح ہے اگر کوئی کہے کہ جانور ذبح کرنے میں کیا حکمت اور مصلحت ہے، فضول خرچی اور جانوروں کا ضیاع ہے دولت اور پیسہ خرچ کرنا ہے اس کے بجائے اگر یہ مال اور غریبوں مسکینوں اور بیواؤں پر خرچ کیا جاتا تو بہت اچھا ہوتا لیکن ہم حکم خداوندی میں حکمتیں اور مصلحتیں تلاش نہیں کرتے ان دنوں میں سب سے بڑی عبادت قربانی کا خون ہے، جو زمین پر گر جاتا ہے، اور اس دن یعنی یوم النحر کا بہترین عمل اھراق الدم خون بہانا ہے حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

عن عائشہؓ ان النبی ﷺ قال ما عمل ابن آدم يوم النحر عملا احب الى الله عزوجل من هراقة الدم وانه لياتي يوم القيامة يقرونها واطلا فهاواشعارها وان الدم ليقع من الله بمكان قبل ان يقع على الارض فطيبوا بها نفسا

(ابن ماجہ ص ۲۲۶ باب الثواب الاضحیہ)

”ام المؤمنین حضرت عائشہ فرماتی ہے کہ عید قربانی کے دن ابن آدم کا کوئی عمل قربانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں قیامت کے دن قربانی کے جانور کے سینگ، بال تک اعمال حسنة کو بھاری کریں گے اس کے خون کے قطرے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتے ہیں، تو طیب نفس اور خوشی سے قربانی کرتے رہو“

چونکہ یہاں بہانا ہی خداوند کا محبوب ترین عمل ہے لہذا اس کے بجائے مسکینوں غریبوں پر رقم خرچ کرنا قربانی کا خون بہانے کے قائم مقام ہرگز نہیں ہو سکتا بس ہمیں خداوند تعالیٰ کا حکم کا ماننا ہے جو اصل ایمان ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

قربانی کا سبق

اب آخری بات گزارش کرنی ہے وہ یہ کہ قربانی ہمیں کیا سبق دیتی ہے تو میں نے عرض کیا کہ حج

کی پوری عبادت اور ادائیں گویا دیوانگی ہے یہاں عقل کی تدبیر میں کوئی ترکیبیں نہیں چلتیں، یہیں دیوانگی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اسی دیوانگی کا اس نے حکم دیا ہے پس سب سے اچھی عبادت یہی ہے لاکھوں کروڑوں جانور ذبح ہوتے ہیں ندی نالیاں خون سے بھر جاتی ہیں لیکن عقل کے سانچے میں جو چیزیں ہم نے بٹھا رکھی ہے اور جو سینے میں بت بسا رکھے ہے ان کو توڑنا ہے اور اس بات کا ادراک پیدا کرنا ہے کہ جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور ماننے میں ہے قربانی کا سارا فلسفہ بھی یہی ہے، اسلئے قربانی کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا، اور یہ لفظ قربان سے نکلا ہے اور لفظ قربان قرب سے نکلا ہے، تو گویا قربانی کے معنی ہوئے کہ ہر وہ چیز جس سے اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے اور اس سارے عمل میں یہ بتایا جا رہا ہے، کہ ہمارے حکم کا اتباع کرنا ہی اصل دین ہے جب ہمارا حکم آجائے تو اس کے بعد عقلی گھوڑے دوڑانے کا موقع ہے نہ حکمتیں اور مصلحتیں تلاش کرنے کا موقع باقی رہتا ہے ایک مومن مسلمان کا کام یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے تو اپنا سر تسلیم خم کرے اور اس حکم کا اتباع کرے جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے بلاچوں و چراں حکم خداوندی کے سامنے سر جھکایا اور اسی طرح آپ کے فرزند ارجمند نے سر تسلیم خم کیا فرمایا فلما اسلما وتلہ للجبین

یعنی جب باپ بیٹے دونوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا اور بیٹے کو ماتھے کے بل گرایا تاکہ اسے ذبح کرے ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے اسکی کوئی مصلحت نہیں پوچھی عقل کی کسوٹی پر یہ حکم پورا نہیں اترتا کوئی عاقل اس سے اچھا نہیں سمجھے گا لیکن احکام خداوندی میں عقل نہیں چلتا بس یہی فلسفہ ہوا کہ جو حکم احکم الحاکمین ارشاد فرمائیں، اس سے بلاچوں و چراں مان لیا جائے کہ یہیں کامل ایمان کا تقاضہ ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو مکہ حقدین اسلام پر چلنے اور اسلام کے تمام احکامات کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

(بقیہ صفحہ ۶۰ سے)

حاجی عبدالغفار بھی آگئے، یہ حاجی صاحب مجھے اپنے ہاں ٹھہرانے لگے۔ لیکن حاجی عبدالجید نے کہا کہ یہ ایک باز ہے، جسے میں نے پکڑا ہے، اس کو کسی کے حوالہ نہیں کروں گا۔ حاجی عبدالجید نے ایک عالی شان دعوت کا انتظام کر رکھا تھا اور بڑے بڑے امراء، کبرا اور علماء کرام کو مدعو کیا تھا۔ سب کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ رات بارہ بجے اپنے گھر قندھار کی طرف رخصت ہوا۔ دور دور سے لوگ ملنے کے لیے آتے تھے۔ رشتہ دار حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے اور کہنے لگے کہ اگر آپ کو لوگوں نے حج کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو ہم آپ کی تصدیق نہ کرتے۔ پھر افغانستان کی اخبارات میں خبریں چھپیں۔